# (کمند) ''میں تو کرتا ہوں کھری بات'' (خالد عمران)

مبشر لقمان ایک باخبر اور معروف اینکر پرسن ہیں جو اپنے ٹاک شو میں چونکا دینے والے موضوعات اٹھاتے ہیں جنہیں بعض لوگ متنازعہ کہتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک مبشر لقمان کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مہمان کو ''ایکسپوز'' کردینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور شاید اس کوشش میں وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرجاتے ہیں جن کی وجہ سے خود بھی بقول انور چراغ ''ایکسپوز'' ہوجاتے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ متنازعہ ہوجاتے ہیں۔

بدھ 2 جون کی رات انہوں نے جو پروگرام کیا، اس میں قادیانیوں کے ذمہ دار غلام احمد نامی شخص کو مہمان بنایا۔ مبشر نے پروگرام کے آغاز میں بتایا کہ وہ لندن میں تھے جب انہیں لاہور کے واقعات کی خبر ملی، وہ کل ہی لاہور پہنچے اور انہوں نے گڑھی شاہو میں قادیانیوں کے معبد کا دورہ کیا جہاں پانچویں دن بھی زخمیوں، مرجانے والوں اور دیگر لوگوں کے چھوڑے ہوئے جوتے بکھرے پڑے تھے اور فضا میں عجیب سی بو موجود تھی۔ جس ملک میں سابق خاتون وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے قتل کی جائے وقوعہ فوراً دھو دی گئی وہاں ایک ''صفائی پسند'' اقلیت کی عبادت گاہ پانچ دن تک کیوں صاف نہ ہوسکی؟ انور چراغ کا کہنا ہے کہ ہمارے ملک میں کبھی جائے وقوعہ دھوکر اور کبھی نہ دھوکر فائدے اٹھائے جاتے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ مبشر لقمان لندن سے بھاگم بھاگ لاہور پہنچے اور فوری طور پر اپنے پروگرام کے ذریعے قادیانی ذمہ دار کو ارتدادی نظریات کے پرچار کا موقع فراہم کیا تو کہنے والے کو کون روک سکتا ہے لیکن ہمارے خیال میں مبشر لقمان نے مہمان غلام احمد سے لے کر آں جہانی غلام احمد قادیانی تک پورے ارتدادی ٹولے کو بے نقاب کردیا۔ اگر اس موقع پر تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کرنے والی جماعتوں کے نمائندہ علماء کرام میں سے بھی کسی کو بلالیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ ہوسکتا ہے آئندہ کسی پروگرام میں کسی عالم دین کو قادیانی موقف کا جواب دینے کا موقع فراہم کیا جائے۔

مبشر کے ٹاک شو کے اشتہار میں لکھا ہوتا ہے ''میں تو کرتا ہوں صاف کھری بات پوچھتا ہوں چبھتے ہوئے سوالات میں نے وہ بات کرنی ہے جو جیسے ہو اب چاہے کسی کو اچھا لگے یا برا'' لیکن مبشر کے پروگرام میں آنے والے مہمان کے لیے چونکہ صاف اور کھری بات کرنے کی پابندی نہیں لہٰذا 2 جون کو ان کے مہمان غلام احمد صاحب نے اپنے بانی سلسلہ کی طرح خوب خوب دروغ بافی کی۔

انہوں نے کہا کہ ''ہمیں اپنے بانی سلسلہ کی ہدایت ہے کہ قانون شکنی نہیں کرنی'' لیکن کون نہیں جانتا کہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے بنائے ہوئے متفقہ قانون کی وہ پہلے دن سے دھجیاں اڑا رہے ہیں، شناختی کارڈ و پاسپورٹ کے فارم اور دیگر سرکاری کاغذات میں اپنے آپ کو غیر مسلم لکھتے ہیں نہ ووٹوں کی فہرست میں اپنے آپ کو غیر مسلم درج کرواتے اور نہ ہی کبھی اقلیتی نشستوں کے لیے انتخاب لڑتے ہیں۔

28 مئی کو لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر ہونے والی فائرنگ کی پاکستان بھر کی سیاسی و دینی جماعتوں نے بھرپور مذمت کی ہے اور اسے ملک وقوم کے خلاف سازش قرار دیتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ان واقعات کی آڑ میں تحفظ ناموس رسالت کے قوانین اور امتناع قادیانیت آرڈیننس سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ برصغیر میں تحفظ ختم نبوت کی پوری جدوجہد میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جب کارکنوں اور رہنماؤں نے قتل وغارت اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہو یا اس کا عندیہ دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ 1974ء میں آئینی جدوجہد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا۔ 28 مئی سے آج تک میڈیا میں اقلیتوں کے حقوق، اسلامی رواداری کی روایات اور اخلاقی اقدار کی دہائی دی جارہی ہے لیکن ذرائع ابلاغ کے راجاؤں اور مہارانیوں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ جن قادیانیوں کے لیے آپ اسلام کے تفویض کردہ حقوق کی دہائی دے رہے ہیں، انہوں نے کبھی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم بھی کیا ہے؟ مذکورہ پروگرام میں معروف صحافی مجیب الرحمٰن شامی اور عباس اطہر کو بھی شامل گفتگو کیا گیا۔ البتہ مجیب الرحمٰن شامی صاحب کا اس موقع پر یہ فرمانا کہ پاکستان میں ہی قانونی طور پر قادیانی غیر مسلم ہیں باقی دنیا میں نہیں، اسے بھول ہی کہا جاسکتا ہے کیونکہ سعودی عرب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ہے، مصر، شام، فلسطین اور دیگر کئی مسلم ممالک میں علماء کرام اور مفتیان عظام انہیں کافر قرار دے چکے ہیں ساؤتھ افریقہ ماریشس سمیت کئی ملکوں کی عدالتوں نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔

قادیانی رہنما غلام احمد نے اس پروگرام میں کہا ''ہم نے اسلام نہیں چھوڑا محمد عربی کے ماننے والے ہیں ان کو خاتم النبیین اور آخری نبی سمجھتے ہیں اور قرآن شریف کو آخری شریعت سمجھتے ہیں'' اتنی دیدہ دلیری سے غلط بیانی کرنے والا آں جہانی غلام احمد قادیانی کا پیروکار ہی ہوسکتا ہے۔ موصوف نے اس موقع پر آں جہانی مرزا صاحب کو مسیح موعود کے درجے پر تسلیم کیا۔ یہ لوگ (قادیانی) شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ زمانہ گزر گیا، آں جہانی کی کتابیں جن سے ان کے عقائد ونظریات واضح ہوتے ہیں کون ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھے گا

یہ کتابیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں) چند مضامین یا ایک دو کتابوں ہی سے اتنا مواد مل جاتا ہے کہ مسیلمہ پنجاب کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

برصغیر کے نامور صحافی ادیب شاعر اور خطیب آغا شورش کاشمیری کی کتاب تحریک ختم نبوت اس سلسلے میں عوام کے لیے بہترین مواد فراہم کرتی ہے۔اس کتاب میں آغا صاحب نے مرزا غلام احمد کی کتاب ازالہ اوہام کے کچھ حوالے دیے ہیں جن کے مطابق ازالہ اوہام کے صفحہ 228، 229 پر لکھا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔انبیاء جھوٹے ہوتے ہیں۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی جھوٹی نکلی ازالہ اوہام صفحہ 688،اسی کتاب میں مرزا آں جہانی نے لکھا ہے کہ میری تصنیف براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے رسول اکرم خاتم النبیین والمرسلین نہیں صفحہ نمبر 421، 422۔قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں صفحہ نمبر 748 ازالہ اوہام۔

مبشر لقمان کے مہمان غلام احمد نے ایک سوال کے جواب میں دو جھوٹ بولے ان سے پوچھا گیا کہ آں جہانی سر ظفر اللہ خان نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا،اس وجہ سے ہمارے (یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں کے) درمیان ڈیفرینسز (اختلافات) پیدا ہوئے تو قادیانی ذمہ دار نے جواب دیا کہ نہیں نہیں ڈیفرینسز تو 1898ء میں پیدا ہوگئے تھے اور ہمارے بانی سلسلہ نے مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور لدھیانہ کے علماء سے مناظرے کیے اور قائداعظم کا جنازہ پڑھنے کے لیے تو ہم ساری جماعت تیار تھے لیکن اس لیے نہیں پڑھا کہ جنازے کا امام (حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ) چونکہ ہمیں کافر کہتا تھا اور ہمیں بانی سلسلہ کی ہدایت ہے کہ جو ہمیں کافر کہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو،اس موقع پر مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے بروقت گرفت کی اور بتایا کہ سر ظفر اللہ خان نے تو اس وقت کہا تھا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر سمجھ لیا جائے اور یہ بات اس وقت کے اخبارات میں چھپی اور ریکارڈ پر موجود ہے۔

علماء کرام کے ساتھ مرزا آں جہانی کے مبینہ مناظروں کی حقیقت اور قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کی جو وجہ سر ظفر اللہ نے بیان کی، وہ اور دو ایک دیگر باتیں ان شاء اللہ العزیز اگلے کالم میں عرض کریں گے۔

## (کمند) ''میں تو کرتا ہوں کھری بات'' (2) (خالد عمران)

گزشتہ کالم میں ہم نے عرض کیا تھا کہ آیندہ ہم آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے علمائے اسلام کے ساتھ مبینہ مناظروں، قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کی جو وجہ سر ظفر اللہ نے بیان کی وہ اور دیگر ایک دو باتیں کریں گے۔ یہاں تک تو قادیانی ڈائریکٹر مرزا غلام احمد نے مبشر لقمان کے پروگرام میں یہ دعویٰ کیا کہ ان کے بانی سلسلہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے علماء کے ساتھ مناظرے ہوتے رہے تو یہ بھی بہت بڑا جھوٹ ہے، درحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کو مناظروں کے چیلنج دینے کا شوق تو تھا لیکن اسے کبھی علمائے اسلام کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی حتیٰ کہ اس کے بعد بھی آج تک قادیانیوں کو کبھی بھی مسلمانوں کے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوئی، ماسوا جولائی 1974ء کے جب آں جہانی مرزا ناصر احمد پاکستان کی آئین ساز اسمبلی میں پیش ہوا اور وہاں 50 گھنٹے سے زائد علمائے کرام کے علاوہ دیگر اراکین اسمبلی بھی موجود تھے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

مبشر لقمان کے پروگرام میں قادیانی ذمہ دار مرزا غلام احمد نے جن علماء کا نام لیا کہ ان سے آں جہانی مرزا غلام احمد کے مناظرے ہوئے، ان میں اہل حدیث عالم دین مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور علمائے لدھیانہ شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ''مولانا محمد حسین بٹالوی نے 15 اپریل 1891ء کو حکیم نورالدین اول جانشین مرزا غلام احمد قادیانی سے مباحثہ کیا اور اس کو بھگا دیا، اس کے بعد مرزا غلام احمد نے مولانا بٹالوی سے مناظرہ کی طرح ڈالی لیکن مرزا نے 2 مئی 1891ء تک بے سروپا خط وکتابت کر کے فرار ہوئے۔ مولانا بٹالوی نے لدھیانہ پہنچ کر مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب دہلوی کے مکان پر 20 جولائی 1891ء کو تحریری مباحثے کا آغاز کیا، مباحثہ 12 روز تک جاری رہا، آخر مرزا صاحب جھوٹ بول کر فرار ہوگئے۔ مرزا صاحب کی بھداڑی تو یکم اگست 1891ء کو مولانا بٹالوی سے حیات وممات مسیح پر مباحثے کا اشتہار دیا اور لاہور میں مناظرے کا اعلان کر دیا لیکن مرزا صاحب اس سے بھی بھاگ گئے۔ مولانا بٹالوی نے فروری 1892ء میں مرزا کی لاہور آمد پر ایک اور چیلنج کیا لیکن مرزا صاحب الہام کی آڑ لے کر سیالکوٹ چلے گئے، مولانا بٹالوی پیچھے گئے، مرزا صاحب نے سیالکوٹ سے کوچ کرنے کی ٹھانی تو کئی ایک معززین نے روکا کہ مولانا بٹالوی سے مناظرہ کیجیے، مرزا نے عذر کیا کہ وہ مجھے کافر کہتا ہے اور گالیاں دیتا ہے، اس سے مناظرہ جائز نہیں۔ وہاں سے کپورتھلہ پہنچے، مولانا بٹالوی نے وہاں تعاقب کیا، مقامی علماء نے مرزا صاحب کو گھیر لیا تو وہاں سے جالندھر چلے گئے، مولانا بٹالوی نے جالندھر کے علماء کو لکھا لیکن مرزا صاحب ان کا نام سنتے ہی اڑنچھو ہوگئے۔ مرزا صاحب نے مولانا بٹالوی کے تعاقب سے تنگ آ کر اپنے ایک الہام کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ 40 دن کے اندر محمد حسین بٹالوی کو ذلیل وخوار کرے گا، کیونکہ اس نے میرے اہانت کو شعار بنا لیا ہے لیکن مولانا بٹالوی پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم رہا، انہوں نے 30 اپریل 1892ء کو اپنے رسالہ میں لکھا کہ وہ بفضلہ تعالیٰ زندہ ہے اور مرزا غلام احمد کے مقابلے میں تندرست وتوانا اور خوش وخرم

مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناءاللہ امرتسری کے علاوہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف والوں نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا علمی تعاقب کیا اور مرزا کے ہر چیلنج کو قبول کیا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کبھی مقابلے پر نہیں آیا، بلکہ آں جہانی نے اپنے ایک خواب کے مفروضے پر مولانا محمد حسین بٹالوی کی موت کا اعلان کیا، اس طرح پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے صحیح معنوں میں مرزا کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا تھا، ان کے متعلق مرزا صاحب نے لکھا کہ پیر گولڑہ شریف میری زندگی میں موت کا شکار ہو جائیں گے۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری نے تو پوری زندگی بقول آغا شورش آں جہانی مرزا کے تعاقب میں گزار دی اور فاتح قادیان کا لقب پایا۔ مرزا نے 15 اپریل 1907ء کو مولانا ثناءاللہ امرتسری کو خط لکھا کہ ''میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ہوں، اگر میں کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا، ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے، خدا آپ کو نابود کر دے گا، خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفسد و مکذب کو صادق کی زندگی میں اٹھالے۔'' آغا شورش لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس خط لکھنے کے ایک ماہ اور بارہ دن بعد برانڈ رتھ روڈ لاہور میں اپنے ایک معتقد کے ہاں بیت الخلاء میں دم توڑ گئے۔ تاریخ تھی 26 مئی 1908ء۔ ان کا جنازہ قادیان لے جانا مشکل ہو گیا مسلمانوں نے زبردست مظاہرہ کیا، بعض منچلوں نے بھنگڑا ڈالا کہ ختم نبوت کا ایک سارق بیت الخلاء میں نقد جان ہار گیا۔ دوسری طرف مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس کے بارہ سال بعد 29 جنوری 1920ء، پیر صاحب گولڑہ شریف نے 15 دن کم 29 سال بعد 11 مئی 1937ء کو اور مولانا ثناءاللہ امرتسری نے تقریباً 40 چالیس برس بعد 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ یوں قدرت نے آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب ہونے کو سچ کر دکھایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی علمائے اسلام نے قادیانیوں کے مناظروں اور مباہلوں کے چیلنج قبول کیے لیکن اول تو کسی قادیانی کو میدان میں آنے کی ہمت نہ ہوئی، اگر کوئی آیا بھی تو درمیان سے ہی بھاگ اٹھا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ برسہا برس تک دریائے چناب کے کنارے قادیانیوں کو دعوت مباہلہ دیتے رہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی جانشین کو مولانا کے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ ہوئی، یہاں تک کہ مرزا طاہر احمد بالآخر لندن فرار ہو گیا، پھر مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا ضیاء القاسمی، اور دیگر علماء مرزائیوں کے چیلنج پر لندن کے ہائیڈ پارک پہنچے لیکن قادیانی وہاں بھی نہ آئے، جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ صرف 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد کو مسلمانوں کے سامنے آنا پڑا، جس کے متعلق صحافی عباس اطہر نے مبشر لقمان کے پروگرام میں بتایا کہ 52 گھنٹے تک مرزا ناصر پر بحث ہوتی رہی لیکن وہ ارکان اسمبلی کو قرآن کے آخری شریعت ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر اپنا ایمان اور نہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کر سکے۔

اسی پروگرام میں جناب مجیب الرحمٰن شامی نے بتایا کہ انہیں اس وقت متعدد ارکان اسمبلی نے کہا تھا کہ جب مرزا ناصر سے سوال کیا گیا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہیں رکھتے اسے نبی، مسیح یا مہدی نہیں مانتے تو آپ کے عقیدے کی رو سے وہ کیا ہیں تو مرزا ناصر نے کہا کہ ہم ایسے تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس پر ارکان اسمبلی نے کہا کہ اگر تم ہمیں کافر سمجھتے ہو تو ہم تمہیں کافر قرار دیتے ہیں لیکن قادیانی ڈائریکٹر مرزا غلام احمد نے مبشر لقمان کو بتایا کہ ہم تمام غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں، جبکہ آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد قادیانی کا کہنا ہے: ''مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد صاحب) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، دو حالتوں سے خالی نہیں، یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور محض افتراء علی اللہ کے طور پر دعوے کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعوائے الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا، تو اس صورت میں بلا شبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا، پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو، یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو (''کلمۃ الفصل'' از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے، صفحہ 123 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر 14، مارچ و اپریل 1915ء)

شاید قادیانیوں نے بھی اب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو مسلمان سمجھنا شروع کر دیا ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ خود کو کیا کہتے ہیں تو اسی پروگرام سے جواب ملا کہ وہ خود کو احمدی کہتے ہیں، انہیں قادیانی کہلایا جانا پسند نہیں۔ مبشر لقمان نے اپنے پروگرام کے آغاز میں کہا کہ میں نہ قادیانی ہوں نہ تھا نہ کبھی رہا اور اپنے مہمان مرزا غلام احمد سے سوال کیا کہ آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں تو اس نے کہا کہ ہم آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ یہ ہم اگلے کالم میں بتائیں گے کہ خود آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی مبشر لقمان سمیت اپنے نہ ماننے والوں کو کیا سمجھتے تھے۔

(جاری ہے)

(کمند) ''میں تو کرتا ہوں کھری بات''(3)(خالد عمران)

قارئین کرام! گزشتہ 2 کالموں پر مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں کی طرف سے ردعمل ہمیں موصول ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جائے گی کہ یہ سلسلہ مکمل ہو جانے کے بعد ردعمل پر بھی گفتگو کی جائے۔ 2 جون کو مبشر لقمان کے ٹاک شو میں قادیانی ڈائریکٹر نے آں جہانی ظفر اللہ کے قائداعظم کے جنازہ نہ پڑھنے کا جو جواب دیا وہ تو ہم لکھ چکے لیکن خود آں جہانی ظفر اللہ خان اور اس دور میں قادیانیوں نے اس سلسلے میں جو وضاحتیں کیں ابتداء میں ہم آج وہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ وضاحتیں 1974ء میں قادیانیوں کے متعلق قومی اسمبلی میں 38 ارکان کی طرف سے پیش کی گئی قرارداد کے حق میں بیان کے دوران مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بتائی تھیں جو اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہیں

۔

منیر انکوائری کمیشن کے سامنے تو سر ظفر اللہ نے یہ وجہ بیان کی ''نمازِ جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد قرار دے چکے تھے، اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا، جس کی امامت مولانا کر رہے تھے'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب صفحہ 212)

لیکن اس سے تین برس پہلے عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائداعظم کی نماز جنازہ کیوں ادا نہیں کی تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلم وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر'' (روزنامہ زمیندار لاہور 8 فروری 1950ء)

جبکہ اس کے کئی برس بعد معروف صحافی منیر احمد منیر کو ایک طویل انٹرویو میں آں جہانی ظفر اللہ خان نے کہا ''ہاں یہ ٹھیک بات ہے میں نے نہیں پڑھا، اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ قائداعظم کا جنازہ پڑھے (یاد رہے کہ آئینی اور قانونی طور پر ان لوگوں کو ناٹ مسلم 1974ء میں قرار دیا گیا) جنازہ ایک شرعی عمل ہے، بانی سلسلہ کا موقف یہ تھا کہ اگر یہ لوگ علانیہ طور پر ان لوگوں کو ملزم قرار دیں جنہوں نے ہم پر فتوے لگائے کہ وہ ایسا فتویٰ لگانے میں غلط تھے، اس کے بغیر ہم دوسروں کے جنازے نہیں پڑھتے، ہماری جماعت میں تنظیم ہے، ہمارا ایک امام ہے، ہم اس کی بات مانتے ہیں۔''

جماعت ربوہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا ''چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا، تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں'' (''احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ'' ناشر مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

قادیانی ترجمان نے اس کا جواب یہ دیا ''کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا (ابو طالب کا) جنازہ پڑھا، نہ رسول خدا نے'' (الفضل 28 اکتوبر 1952ء)

مرزا بشیر الدین محمود نے انوار خلافت صفحہ 93 مطبوعہ امرتسر میں لکھا ہے ''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا بچہ فوت ہو جائے تو اس کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جائے؟ وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں، میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ ماں باپ کا جو مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے، پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا، اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔''

قادیانی ڈائریکٹر غلام احمد نے اینکر مبشر لقمان پر واضح کیا کہ آپ ہمیں بے شک مرتد سمجھتے ہیں لیکن ہم آپ کو اور تمام غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں، موصوف کے اس دعوے کی حقیقت بھی ہم قارئین پر آشکار کرتے ہیں، چناں چہ آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے ''کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے، جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لیے وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، صفحہ 180-179 مصنفہ 1906ء مطبوعہ اوّل 1907ء) اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھا ہے ''عجیب بات ہے کہ آپ کے کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اس وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔''

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام خط میں مرزا آں جہانی نے لکھا ''خدا نے میرے اوپر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں'' (حقیقۃ الوحی صفحہ 163)

اس سے پہلے اشتہار معیار الاخیار مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان 25 مئی 1900ء کے صفحہ 8 پر ایک الہام بیان کیا ''جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں

میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

یہ تو ان مسلمانوں کے بارے میں مرزا صاحب کے فرامین ہیں، جو مرزا صاحب کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ایسے روشن خیال جو مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتے، ان کے بارے میں آں جہانی کے حوالے سے اخبار بدر نے 24 مئی 1908ء یعنی مرزا صاحب کے بیت الخلاء میں دم توڑنے سے 2 دن پہلے لکھا ''حضرت مسیح موعود سے ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے؟'' اس کا طویل جواب دیتے ہوئے آخر میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ''ان کو (جو مرزا کو کافر نہیں کہتے) چاہیے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں، کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بتایا، تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا، بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں، ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین فی درک الاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے'' (منقول از مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ 307 جلد 1)

مرزا بشیر الدین محمود نے انوار خلافت مطبوعہ امرتسر 1916ء کے صفحہ 90 پر لکھا ہے ''ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں'' جبکہ آئینہ صداقت میں تو یہ بھی لکھ دیا ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں'' (آئینہ صداقت صفحہ 35 منقول از مباحثہ راولپنڈی صفحہ 252 مطبوعہ قادیان)

مرزا غلام احمد قادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے لکھا ''ہر ایسا شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتا اور یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتا، پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے'' (کلمۃ الفصل صفحہ 110 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد 14 نمبر 3، 4 مارچ و اپریل 1915ء)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی ڈائریکٹر غلام احمد نے جو کہا کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں تو اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا جواب بھی ہمیں قادیانیوں کے لٹریچر سے ہی ملتا ہے'' آپ نے (آں جہانی مرزا غلام احمد نے) اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے، کیونکہ عرف عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے، اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے'' (ملک محمد عبداللہ احمدیت کے امتیازی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز دسمبر 1941ء جلد 40 صفحہ 38)

(جاری ہے)

## (کمند) ''میں تو کرتا ہوں کھری بات'' (4) (خالد عمران)

معزز قارئین کرام! ہم سلسلۂ کلام آگے بڑھانے سے پہلے ایک خبر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں ''نجی ٹی وی جس پر مرزائیوں کے متعلق کئی پروگرام نشر ہو چکے ہیں اور خود مرزائیوں کا ڈائریکٹر غلام احمد بھی اس میں شرکت کر چکا ہے گزشتہ روز اسی نجی چینل کے ایک اینکر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندوں اور منکرین ختم نبوت کو اپنے لائیو پروگرام کیلئے مدعو کیا، پروگرام رات کو 10 بجے لائیو نشر ہونا تھا مگر اس سے 1 گھنٹہ قبل مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور متعدد کتب کے مصنف محمد متین خالد کو یہ کہہ کر انکار کر دیا گیا کہ یہ پروگرام نشر نہیں ہوسکتا۔ جب وجہ پوچھی گئی تو میزبان نے کہا کہ قادیانی گروہ کا اصرار ہے کہ اس پروگرام میں متین خالد کو نہ بلایا جائے اگر وہ آتے ہیں تو ہم اس پروگرام میں شریک نہیں ہوں گے جس پر نجی ٹی وی کے منتظمین نے پروگرام ملتوی کر دیا۔ جب محمد متین خالد نے اس سے رابطہ کیا کہ وہ نہیں آرہے تو میں خود آرہا ہوں، آپ پروگرام کریں تو میزبان کی طرف سے ان کو جواب ملا کہ ہمارے گروپ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ آج کے بعد ہمارے ٹی وی سے مرزائیوں پر کسی قسم کا کوئی پروگرام نشر نہیں ہوگا۔ محمد متین خالد نے روزنامہ اسلام لاہور کے قمر الزمان چودھری سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے قبل بھی اس ٹی وی نے مجھ سے قادیانیوں کے متعلق پروگرام کرنے کی بات کی اور بعد ازاں ٹال مٹول شروع کر دیا۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ میں نے وہاں پر قادیانیوں کی آئینی، قانونی، عدالتی اور شرعی حیثیت کو پیش کرنا تھا اور قادیانیوں کے وہ عقائد جو اُنہوں نے عوام سے چھپا رکھے ہیں لیکن وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں موجود ہیں ان سے بھی عوام کو آگاہ کرنا تھا، ان کے منظر عام پر آنے کے خوف سے قادیانی گھبرا کر راہ فرار اختیار کر گئے۔ اُنہوں نے کہا کہ قادیانی جب جس وقت جہاں چاہیں صحافیوں کی موجودگی میں اپنے عقائد پر پرامن طور پر بحث و مباحثہ کر سکتے ہیں'' (روزنامہ اسلام کراچی 12 جون 2010ء)

ہماری معلومات کے مطابق یہ لائیو پروگرام جمعہ 11 جون کی رات نشر کیا جانا تھا اور اس میں مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں کے نمائندوں کو مدعو کیا گیا تھا لیکن جب قادیانیوں کو بتایا گیا کہ اس پروگرام میں آپ کو مسلمانوں کے سامنے بٹھایا جائے گا اور محترم متین خالد مسلمانوں کی نمائندگی کریں گے تو قادیانیوں نے اپنے معمول کے مطابق راہِ فرار اختیار کی اور نجی ٹی وی کی انتظامیہ کو مجبور کیا گیا کہ یہ پروگرام ہی نہ کیا جائے۔ اس موقع پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آزادیٔ اظہار کے دعوے دار الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ایک گروپ

ہے۔ہم نے قادیانیوں کے مبینہ مناظروں کے متعلق آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحریک ختم نبوت سے تفصیلات پیش کی تھیں اور عرض کیا تھا کہ قادیانیوں کو کبھی مسلمانوں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی 11 جون کو قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی تاریخ کے مطابق راہ فرار اختیار کر کے ہماری بات کو سچ کر دکھایا۔

قارئین کرام! ہماری کوشش ہے کہ ہم ان کالموں میں نجی چینل پر 2 جون کو نشر ہونے والے پروگرام تک محدود رہیں جس پر قادیانی ذمہ دار مرزا غلام احمد نے بقول معروف صحافی عباس اطہر قادیانیت کی تبلیغ (اپنے ارتدادی نظریات کا پرچار) شروع کردی تھی قادیانی ڈائریکٹر نے بتایا کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور بقول قادیانی ڈائریکٹر غیر احمدی مسلمانوں کے ساتھ ان کا بنیادی اختلاف نہیں لیکن ہم نے گزشتہ کالم میں واضح کیا کہ آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے تھے اس ضمن میں بات آگے بڑھاتے ہوئے ہم آں جہانی کی کتابوں سے چند اور حوالے پیش کرتے ہیں۔

''میرے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں'' (نجم الھدیٰ صفحہ 10) ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں'' (انوارالاسلام صفحہ 30) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی وہ مجھے قبول نہیں کرتے'' (آئینہ کمالات صفحہ 548-547)

اب ہم چند حوالے ان کتابوں سے دے رہے ہیں جنھیں قبول نہ کرنے والوں کو آں جہانی مرزا غلام احمد نے غلیظ گالیاں دی ہیں ''میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے'' (نزول مسیح صفحہ 3، حاشیہ طبع اول مطبع ضیاءالاسلام پریس قادیان 1909ء) ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے'' (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68) ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں'' (اخبار بدر 5 مارچ 1908ء) ''انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں'' (نزول مسیح صفحہ 97) ''میں ظاہری طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی نہیں کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک محدود رہی یعنی بہرحال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی نبی رہے نہ اور کوئی، یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا'' (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 11-10 مطبوعہ ربوہ) ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں'' (کتاب البریہ صفحہ 78، طبع دوم قادیان 1932ء و آئینہ کمالات الاسلام صفحہ 564 طبع جدید ربوہ) ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو'' (ملفوظات احمدیہ صفحہ 131 جلد 1) ''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں'' (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ 11) (العیاذ باللہ) یہ ہیں آں جہانی مرزا کی کتابوں میں موجود وہ معارف جن کو قبول نہ کرنے والوں کو آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی زناکاروں کی اولاد قرار دے رہے ہیں۔

قادیانی ڈائریکٹر نے مذکورہ پروگرام میں کہا کہ ہم محمد عربی کو آخری نبی مانتے ہیں قرآن کو آخری شریعت سمجھتے ہیں اور ہم حج پر بھی جاتے تھے جبکہ آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے بیت الخلاء میں دم توڑنے سے تین دن قبل 23 مئی 1908ء کو اپنے آخری خط میں لکھا ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں'' اخبار عام میں ٹھیک اسی دن یعنی 26 مئی 1908ء کو یہ خط شائع ہوا جس دن مرزا صاحب دست اور قے سے نڈھال ہو کر بیت الخلاء میں دم توڑ گئے۔

قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں ''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہہ دو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، تو کذاب ہے آپ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں'' (انوار خلافت صفحہ 65 مطبوعہ امرتسر 1916ء)

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے'' (الفضل قادیان جلد 10 نمبر 5 مورخہ 17 جولائی 1922ء صفحہ 9، عنوان خلیفۃ المسیح کی ڈائری) ''ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کرسکے'' (انوار خلافت صفحہ 90 مطبوعہ امرتسر 1916ء)

یہ ہم اگلے کالم میں عرض کریں گے کہ قادیانی قرآن کو آخری شریعت کس طرح مانتے ہیں اور ان کے نزدیک حج کیا ہے؟

(کمند) ''میں تو کرتا ہوں کھری بات'' (5) (خالد عمران)

قارئین کرام! گزشتہ چار کالموں میں قادیانیوں کی کتابوں سے، عام قادیانی نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد، مرزا بشیر الدین محمود، مرزا بشیر احمد جیسے قادیانی اکابر کی کتابوں سے جو حوالے دیے گئے وہ دراصل 1974ء میں آئین ساز اسمبلی میں دیے گئے اس بیان میں سے لیے گئے ہیں جو مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا سید محمد یوسف بنوری اور قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود رحمہما اللہ کی ہدایت پر راولپنڈی کے ایک ہوٹل میں قائم کیے گئے کیمپ میں تیار کیا تھا۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے بقول ''ہماری مدد کے لیے مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو تجربہ کار بزرگ حضرت مولانا محمد حیات صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر کتابوں کے ایک بڑے ذخیرے کے ساتھ وہیں تشریف لے آئے تھے اور ملک کے مایہ ناز کاتب حضرت شاہ محمد نفیس الحسینی صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ کتابت کے لیے بھی وہیں آ کر مقیم ہو گئے تھے'' مفتی صاحب لکھتے ہیں ''مرزائیت کی تردید میں اس سے پہلے بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں لیکن یہ کتاب کیوں کہ قومی اسمبلی میں مسلمانوں کے موقف کی ترجمانی کے لیے لکھی گئی تھی اسی لیے اس میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ مسئلے کے تمام پہلوؤں کو بفضلہ تعالیٰ نہایت ذمہ داری سے واضح کیا گیا ہے۔ میں نے اس بات کا پورا اہتمام کیا کہ کوئی بھی حوالہ بالواسطہ نہ ہو، جس کتاب کا جو حوالہ دیا ہے اسے اصل کتاب میں سیاق وسباق کے ساتھ اچھی طرح پڑھ کر نقل کیا گیا ہے۔ مولانا محمد حیات صاحب اور مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب کے پاس نہ صرف قدیم اور نایاب کتابوں کے اصل نسخے بلکہ بہت سے اخبارات ورسائل کی بھی اصل کاپیاں محفوظ تھیں اور بندے نے ان سے بھرپور استفادہ کیا۔'' آگے چل کر لکھتے ہیں ''جس زمانے میں یہ بیان لکھا جا رہا تھا اس وقت قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے زعماء میں سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب، جناب مولانا ظفر احمد انصاری صاحب اور جناب پروفیسر عبدالغفور صاحب وغیرہ روزانہ عصر کے بعد ہمارے کیمپ میں تشریف لاتے اور دن بھر میں جو کچھ لکھا گیا ہوتا اسے لفظ بلفظ سنتے اور اپنے مشورے بھی دیتے تھے، اس طرح اگرچہ اس کے مذہبی حصے کی تسوید میں نے کی اور سیاسی حصے کی تسوید مولانا سمیع الحق صاحب نے کی ہے، لیکن اس کے ایک ایک لفظ کو مذکورہ بالا حضرات کی تائید حاصل ہے، یہ بیان اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا، اس کے بعد مرزائیوں کے بیانات پر جرح ہوئی اور بالآخر قومی اسمبلی میں باتفاق رائے مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔'' (پیش لفظ قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف)

بہت سے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ بتایا کرتے تھے کہ 1974ء میں جب مرزائیوں کے خلاف قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی گئی تو مرزائیوں کے اس وقت کے پیشوا مرزا ناصر احمد کو اسمبلی میں طلب کیا گیا، مرزا صاحب کی ڈاڑھی، پگڑی، لباس وغیرہ دیکھ کر بہت سے ارکان قومی اسمبلی نے ہم سے کہا کہ آپ لوگ ایسی شکل وصورت والوں اور ان کے ماننے والوں کو کیسے کافر قرار دیتے ہیں لیکن جب ہم نے اسمبلی میں مرزائیت کی حقیقت کھولی اور مرزا ناصر احمد پر جرح کی تو پوری قومی اسمبلی میں ایک بھی رکن ایسا نہیں تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو مسلمان سمجھتا ہو، یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

معزز قارئین! ہم نے گزشتہ کالم میں عرض کیا تھا کہ ہم قادیانیوں کے حج اور قرآن کریم کے متعلق عقائد بیان کریں گے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم میں اس قدر لفظی اور معنوی تحریفات کی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھیں، ان کو اپنے حق میں قرار دیا اور جو القاب وامتیازات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن کریم میں بیان کیے گئے تھے تقریباً سب اس نے اپنے لیے مخصوص کر لیے اور یہ کہا کہ مجھے بذریعۂ وحی ان القاب سے نوازا گیا۔ معراج کے ایک واقعہ کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے فرمایا ''پھر قریب ہوا تو بہت قریب ہو گیا، دو کمانوں یا اس سے بھی قریب'' حقیقۃ الوحی کے صفحہ 76 پر مرزا غلام احمد نے یہ آیت بھی اپنی طرف منسوب کی ہے۔ سورۃ ''انا اعطیناک الکوثر'' کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے کہ یہ سورۃ بطور خاص

ان کا ایک ''شقی، خبیث، بدطینت، فاسد القلب، ہندوزادہ، بدفطرت مخالف یعنی نومسلم سعد اللہ ہے'' (انجام آتھم صفحہ 54، 55)

قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا ''اور میں ایک رسول کی خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں، جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا'' مرزا غلام احمد نے انتہائی جسارت اور ڈھٹائی سے دعویٰ کیا کہ ''اس آیت میں میرے آنے کی پیش گوئی کی گئی اور احمد سے مراد میں ہوں'' (ازالۃ الاوہام طبع اول صفحہ 673 طبع دوم 1175)

چنانچہ مرزائی صاحبان اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس آیت میں ''احمد'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد ہے، چنانچہ قادیانیوں کے خلیفۂ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے 27 دسمبر 1915ء کو ایک مستقل تقریر کی انوار خلافت مطبوعہ امرتسر 1916ء کے صفحہ 18 پر اس کے آغاز میں وہ کہتے ہیں ''پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کیا سورۂ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا، بشارت دی گئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق؟ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کو جو لفظ قرآن کریم میں آیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد) کے متعلق ہی ہے۔''

ایک قادیانی مبلغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ نے ''اسمہ احمد'' کے عنوان سے 1934ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں ایک تقریر کی، جو الگ شائع ہو چکی ہے، اس میں اس نے صرف یہی دعویٰ نہیں کیا کہ ''مذکورہ آیت میں احمد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مرزا غلام احمد ہے'' بلکہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سورۂ صف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح ونصرت کی جتنی بشارتیں دی گئیں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے نہیں قادیانی جماعت کے لیے تھیں، چنانچہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے ''پس یہ اخریٰ کتنی بے بہا نعمت ہے جس کی صحابہ تمنا کرتے رہے مگر وہ اسے حاصل نہ کر سکے اور آپ کو مل رہی ہے'' (اسمہ احمد صفحہ 74 مطبوعہ قادیان 1934ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس پر نازل ہونے والی نام نہاد وحی ٹھیک قرآن کے برابر ہے۔ چنانچہ اپنے ایک فارسی قصیدے میں کہتا ہے ''خدا کی جو وحی میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اسے ہر غلطی سے پاک سمجھتا ہوں، قرآن کی طرح اسے تمام غلطیوں سے پاک یقین کرتا ہوں، یہی میرا ایمان ہے'' (نزول المسیح صفحہ 99 طبع اول قادیان 1909ء) مرزا نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس قرآن کی طرح میری وحی بھی حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے اور اس کی تائید میں ''اعجاز احمدی'' کے نام سے پورا قصیدہ تصنیف کیا۔

(کمند) ''میں تو کرتا ہوں کھری بات'' (6) (خالد عمران)

گزشتہ کالم میں بات چل رہی تھی مرزائیوں کی طرف سے قرآن کو آخری شریعت ماننے کی، اس موضوع پر بات آگے بڑھانے سے پہلے ہم آپ کو ایک اطلاع دینا چاہتے ہیں، ہوسکتا ہے ہمارے اکثر قارئین کے لیے یہ اطلاع نئی نہ ہو اور انہیں اس کا علم ہو کہ بدھ 16 جون کی رات ایکسپریس نیوز پر مولانا عبدالرؤف فاروقی، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر اور قاری زوار بہادر کی قادیانیت کے متعلق گفتگو پر مبنی پروگرام چلایا گیا جس کے میزبان معروف اینکر پرسن مبشر لقمان تھے۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ پروگرام جب ریکارڈ کیا گیا تو اندازہ تھا کہ شاید یہ دو قسطوں میں چلے لیکن ایڈیٹنگ کے بعد اس کی صرف ایک ہی قسط چلائی گئی تاہم پروگرام کے آخر میں میزبان مبشر لقمان نے اس موضوع پر آئندہ بھی پروگرام کرنے کا عندیہ دیا اور تینوں معزز مہمانوں سے استفسار کیا کہ اگر کبھی ضرورت پڑی تو کیا وہ قادیانیوں کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہوں گے تو تینوں نے اثبات میں جواب دیا۔

ہم نے زیر نظر سلسلے کے پہلے ہی کالم میں امکان ظاہر کیا تھا کہ ہوسکتا ہے آئندہ کسی پروگرام میں کسی عالم دین کو قادیانی موقف کا جواب دینے کا موقع فراہم کیا جائے۔ یہ موقع اگرچہ فراہم کر دیا گیا لیکن ہم اپنے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے دوستوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مرزائی، قادیانی ہوں یا لاہوری، کبھی مسلمانوں کے سامنے بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے جس کا ثبوت قادیانی گزشتہ دنوں ایکسپریس نیوز ہی کے اینکر پرسن شاہد کامران کے پروگرام سے راہِ فرار اختیار کر کے دے چکے ہیں۔

اب آتے ہیں قادیانیوں کی طرف سے قرآن کو آخری شریعت ماننے کے دعوے کے متعلق، تو عرض ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن مجید کی ایسی آیات کا ذکر

3 ص 28، 74) ومانیطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (اربعین ج 1 ص 39، 75) داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا (حقیقۃ الوحی ص 75) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (اربعین 3 ص 28، 74 و حقیقۃ الوحی ص 79) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم (حقیقۃ الوحی ص 80) انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر (حقیقۃ الوحی ص 94) یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین (حقیقۃ الوحی ص 107) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم (ریویو آف ریلیجنز اپریل 1906ء ص 163)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اعزاز یعنی معراج کو بھی مرزا نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا کہ: سبحان الذی اسراء بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئی) یہ میرے بارے میں کہا گیا ہے (حقیقۃ الوحی ص 76)

2 جون کے پروگرام میں قادیانی ذمہ دار مرزا غلام احمد نے کہا تھا کہ ہم حج کرنے بھی جاتے تھے جبکہ مکہ، مدینہ اور حج کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں: ''اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی ''ام'' قرار دیا ہے، اسی لیے اب وہی بستی پوری طور پر روحانی زندگی پائے گی جو اس کی چھاتیوں سے دودھ پیئے گی'' (حقیقۃ الرویا ص 45) آگے کہتے ہیں ''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں (قادیان) نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تو ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں'' (حقیقۃ الرویا ص 45، 46 مطبوعہ قادیان 1336ھ)

برکات خلافت مطبوعہ قادیان 1914ء کے صفحہ 5 پر لکھا کہ ''آج جلسہ کا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضے میں ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔''

خود مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے
(درثمین ص 52)

2 جون کو مبشر لقمان کے پروگرام میں قادیانی ذمہ دار نے دعویٰ کیا کہ ہم ناموس رسالت کے لیے ہر وقت تیار ہیں لیکن خود آں جہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا: ''خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رنگ میں ہو کر میں ہوں'' (اربعین نمبر 4 ص 17 مطبوعہ سن 1900ء)

حقیقۃ الوحی کے صفحہ 72 پر حاشیے میں لکھا: ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور احمد''۔

اپنے قصیدہ اعجازیہ میں (جسے قرآن کی طرح معجزہ قرار دیا ہے) یہ شعر بھی کہا کہ

لہ خسف القمر المنیر وان لی
خسفا القمران المشرقان اتنکر

اس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجاز احمدی ص 71 مطبوعہ قادیان 1902ء)

مذکورہ پروگرام ہی میں قادیانی ذمہ دار نے اپنے آپ کو مذہبی اقلیت ماننے سے انکار کر کے پاکستان کے آئین اور قانون کی خلاف ورزی کی اور کہا کہ ہمارے اور غیر احمدی مسلمانوں کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں، اس حوالے سے گزشتہ کالموں میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا بشیر احمد کی تحریریں درج کر چکے ہیں۔ مرزائی صاحبان کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین کا کہنا ہے: ''ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے، خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے، ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے، ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ کہ یہ

آج مرزا غلام احمد تو اپنے آپ کو مذہبی اقلیت ماننے کو تیار نہیں لیکن مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں: ''میں نے اپنے نمایندے کی معرفت ایک بڑے ذمے دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں۔ جس پر افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کر دو میں اس کے مقابلے میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا''
(الفضل 13 نومبر 1946ء)

قارئین کرام! ہم نے ان کالموں میں کوشش کی کہ اپنے آپ کو بدھ 2 جون 2010ء کو ایکسپریس نیوز پر براہ راست نشر کیے گئے پروگرام پوائنٹ بلینک میں قادیانی ذمہ دار مرزا غلام احمد قادیانی کی گفتگو کا جواب دینے تک محدود رکھا جائے۔ یہ اس سلسلے کا آخری کالم ہے، تاہم ان کالموں پر آنے والے ردعمل، حالیہ دنوں میں قادیانیت کے متعلق الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں اور 1973ء کے آئین و جمہوریت کے نام نہاد علمبرداروں کی طرف سے آئین و جمہوریت کے ساتھ کیے گئے سلوک کے متعلق ان شاءاللہ العزیز آیندہ کسی موقع پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔